www.emarsiya.com

ہوتے ہیں بہت رنج مسافر کو سفر میں سو شغل ہوں پر دھیان لگا رہتا ہے گھر میں سنگِ غمِ فرقت دلِ نازک پہ گراں ہے	مرثیہ ۱	راحت نہیں ملتی کوئی دم آٹھ پہر میں پھرتی ہے سدا شکل عزیزوں کی نظر میں اندوہِ غریبُ الوطنی کا ہے شِ جاں ہے
گو راہ میں ہمراہ بھی ہو راحلہ و زاد جب عالمِ تنہائی میں آتا ہے وطن یاد اک آن غم و رنج سے فرصت نہیں ہوتی	۲	جاتی نہیں افسردگیِ خاطرِ ناشاد ہر گام پہ دل مثلِ جرس کرتا ہے فریاد منزل پہ بھی آرام کی صورت نہیں ہوتی
ہمراہ سفر میں ہوں اگر حامی و ناصر جب ہو سفر خوف و پریشانی خاطر ہر طرح مسافر کے لیے رنج و تعب ہے	۳	منزل پہ کمر کھول کے سوتے ہیں مسافر شب جاگتے ہی جاگتے ہو جاتی ہے آخر رہ جائے پسِ قافلہ چھٹ کر تو غضب ہے
دکھ دیتے ہیں ایک ایک قدم پاؤں کے چھالے ہاتھوں سے اگر بیٹھ کے کانٹے کو نکالے درماندوں کو لینے کو بھی آتا نہیں کوئی	۴	منزل پہ پہونچنے کے بھی پڑ جاتے ہیں لالے ڈر ہے کہ نہ بڑھ جائیں کہیں قافلے والے تھک کر بھی جو بیٹھے تو اٹھاتا نہیں کوئی
ہر دم دلِ نازک پہ مسافر کے ہیں یہ غم تھمتا ہی نہیں قافلۂ اشک کوئی دم بابا کو تو فرزندوں سے چھٹنے کا الم ہے	۵	تر رہتے ہیں اشکوں سے سدا دیدۂ پُرنم ہوتا ہے عجب صاحبِ اولاد کا عالم والد سے جدائی ہو تو بچوں پہ ستم ہے
ہوں ساتھ جو بابا کے تو یاد آتی ہے مادر منزل میں سحر کرتے ہیں بستر پہ تڑپ کر پردیس میں کیونکر انھیں دشمن سے اماں ہو	۶	مادر ہو تو یہ غم ہے کہ بابا نہیں سر پر اور دن کے تو اشک آنکھوں سے تھمتے نہیں دم بھر جن بچوں کے سر پر نہ تو بابا ہو نہ ماں ہو
بچے بھی وہ بچے جو نہ نکلے کبھی گھر سے نا راہ سے آگاہ نہ ایذائے سفر سے زخمی تبر و تیر سے جب ہوتے تھے مسلمؑ	۷	ماں جن کو نہ اک آن جدا کرتی تھی بر سے وہ چھٹ گئے کوفے میں پہونچتے ہی پدر سے بیٹوں کی تباہی کے لیے روتے تھے مسلمؑ
جب لے گئے کوٹھے پہ لعیں قتل کی خاطر منہ سے یہی نکلا تہِ خنجر دمِ آخر روتے تھے علیؑ فاطمہؑ سر تھامے کھڑی تھی	۸	رو لے لگا گردن کو جھکا کر وہ مسافر فرزندِ محمدؐ کا خدا حافظ و ناصر تھا نیزے پہ سر لاش تہِ بام پڑی تھی
جب قتل ہوا ایلچیِ سیّدِ والا کوئی نہ یتیموں کا رہا پوچھنے والا گیسو بھی پریشان تھے کرتے بھی پھٹے تھے	۹	بچوں پہ عجب حادثۂ تقدیر نے ڈالا تھے ننھے سے سینوں میں کلیجے تہ و بالا خورشید سے منہ گردِ یتیمی سے اٹے تھے

www.emarsiya.com

پردیس میں معصوموں کا دشمن تھا زمانا بن باپ کئی روز سے کھایا تھا نہ کھانا سہمے ہوئے آپس میں یہی کہتے تھے رو کر	۱۰	سے بیٹھنے کی جا تھی نہ رہنے کا ٹھکانا تقدیر میں غم کھانا تھا یا اشک بہانا ساتھ آئے تھے افسوس چلے باپ کو کھو کر
پاس اُن کے اگر ہوتے تو کچھ کام بھی آتے پانی تو بھلا منہ میں دمِ مرگ چواتے کیا جانیے مرنے پہ بھی کیا رنج و محن ہیں	۱۱	ہم بنتے نشانہ جو لعیں تیر لگاتے کاندھوں پہ پسر باپ کے لاشے کو اٹھاتے گاڑے بھی گئے یا ابھی بے گور و کفن ہیں
مظلوم کی تربت کا پتہ اب بھی جو پائیں تعویذِ مزارِ پدر آنکھوں سے لگائیں پالا تھا ہمیں باپ نے چھاتی پہ سلا کر	۱۲	رخصت کے لیے قبر پہ روتے ہوئے جائیں سر پیٹ کے فریاد کریں اشک بہائیں قرآن بھی ہم پڑھ نہ سکے قبر پہ جا کر
تقدیر نے اماں کی اگر شکل دکھائی پوچھیں گی جو سر پیٹ کے اور دے کے دہائی گردن کو جھکائے ہوئے خاموش رہیں گے	۱۳	اور قتل کی بابا کی خبر ان کو سنائی بچو کہو والد کی کہاں قبر بنائی تربت بھی تو دیکھی نہیں کیا ماں سے کہیں گے
ہم سا بھی زمانے میں نہ ہوگا کوئی مجبور وارد ہیں وہاں رحم کا جس جا نہیں دستور کس سے کہیں بن چھوٹے ہیں اور رنج بڑے ہیں	۱۴	تیجا تو کریں باپ کا اتنا نہیں مقدور ماں دور، پدر دور، چچا دور، وطن دور بابا کے تو مرنے سے تباہی میں پڑے ہیں
ایک ایک یہیں کونے میں دشمن ہے ہمارا بیٹھیں کہیں چھپ کر نہیں اتنا بھی سہارا اک دم میں یقیں ہے کہ تہ تیغ یہ سر ہیں	۱۵	اک دوست تھا بانی سو وہ دنیا سے سدھارا غربت میں ہمیں باپ کے مرجانے نے مارا جب دوست نہ بابا کا بچا ہم تو پسر ہیں
یہ کہتے تھے اور روتے تھے وہ ہجرِ پدر میں تھا شور منادی کا یہ ہر راہ گذر میں مبتلا دے کسی جرم میں گرفتار ہیں دونوں	۱۶	تصویرِ اجل پھرتی تھی دونوں کی نظر میں بیٹوں کو نہ مسلمؑ کے چھپائے کوئی گھر میں حاکم کے گنہ گار کے فرزند ہیں دونوں
معصوم سمجھ کر کوئی رحم اپنے نہ کھائے مجرم کی کوئی منت و زاری پہ نہ جائے جس نے انھیں پنہاں کیا گھر اس کا لٹے گا	۱۷	ہاتھ آئیں تو پکڑے بھرے دربار میں لائے دانا وہ ہے جو گو ہر عزت کو بچائے مرجائے گا پر قید سے جیتا نہ چھٹے گا
تھراتے تھے سب سن کے منادی کا یہ مذکور دشمن جو علیؑ کے تھے وہ تھے خرم و مسرور باتیں انھیں معصوموں کی ہوتی تھیں گھروں میں	۱۸	تھے شہر کے دروازے سر شام سے معمور جو دوست تھے حیدر کے وہ تھے عاجز و مجبور منہ ڈھانپے ہوئے بے بیاں روتی تھیں گھروں میں

www.emarsiya.com

کہتی تھی کوئی کیا کریں کیوں کر انھیں پائیں	۱۹	جاسوسوں کا خطرہ ہے کہاں ڈھونڈھنے جائیں
جلادوں سے چھپ کر وہ اگر یاں چلے آئیں		ہم دل کی طرح ان کو کلیجوں میں چھپائیں
آقا ہیں وہ اُس کے جو غلامِ شہ دیں ہے		ہم لونڈیاں حاضر ہیں جو ماں سر پہ نہیں ہے
کیا روزِ سیہ چرخ نے بچوں کو دکھایا	۲۰	ہے ہے نہ چچا سر پہ نہ ماں باپ کا سایا
سات آٹھ برس کا تو بن اور دیس پرایا		جائیں نہ بچیں گی کسی دشمن نے جو پایا
بس کچھ نہیں کس طرح کوئی آہ بچائے		بچو تمھیں پردیس میں اللہ بچائے
شیعوں کے گھروں میں تو تھی یہ گریہ وزاری	۲۱	اور ڈھونڈھتے پھرتے تھے انھیں کوفے میں ناری
ناکے پہ یہیں کہہ گئے آکر کئی باری		ہو شیار خبردار اگر جان ہے پیاری
احکام میں حاکم کے خلل آنے نہ پائے		ناکے سے کوئی چھپ کے نکل جانے نہ پائے
وہ طفل حسیں بھاگے ہیں کل قاضی کے گھر سے	۲۲	گر بچو گرفتار جو آ نکلیں ادھر سے
خورشید سے ماتھے ہیں تو چہرے ہیں قمر سے		چھوٹے سے عمامے ہیں پٹیلے ہوئے سر سے
گوندھی ہوئی زلفیں بہ سر و دوش پڑی ہیں		آنکھیں کہیں آہو کی بھی آنکھوں سے بڑی ہیں
ہے مہر درخشاں سے فزوں حسن کا پرتو	۲۳	مہتاب سے روشن ہیں یہ رخساروں میں ہے ضو
کوفے سے نکل جانے کی ہے ان کو تک و دو		پہنے ہوئے ہیں ہنسلیاں مانندِ مہ نو
گورے ہیں کہ جلوہ ناکرتوں میں تن ہیں		لب پنکھڑیاں گل کی ہیں غنچے سے دہن ہیں
پیشانیاں دونوں کی جو ہیں ماہ منور	۲۴	سجدوں کے چمکتے ہیں نشاں صورت اختر
تعویذوں کی دو ہیکلیں ہیں سینوں کے اوپر		پلتے ہیں ستاروں کی طرح کانوں کے گوہر
بھاگے ہیں بُرا وقت جو دونوں پہ پڑا ہے		اک عمر میں چھوٹا ہے کچھ اور ایک بڑا ہے
ناکے پہ تھا حکم یہ ان دونوں کی خاطر	۲۵	دربار میں حل تھا کہ کرو جلد انھیں حاضر
اور پھرتے تھے حیراں وہ مدینے کے مسافر		کوئی نہ مددگار تھا نہ حافظ و ناصر
پھرتی تھی اجل ساتھ جدھر جاتے تھے دونوں		پتا بھی کھڑکتا تھا تو ڈر جاتے تھے دونوں
ناکے تلک آ پہونچے نہ تھے وہ جگر افگار	۲۶	جو دیکھ لیا ان کو کسی شخص نے اک بار
چلایا کہ بس آگے قدم رکھیو نہ زنہار		جاتے ہو کہاں بھاگ کے ہم آ پہونچے خبردار
سنتے ہی اس آواز کو گھبرا گئے دونوں		سر تا بہ قدم بید سے تھرا گئے دونوں
بھائی سے کہا بھائی نے اب کیا کریں بھائی	۲۷	اعدا ہمیں لینے نہیں آئے اجل آئی
افسوس کہیں امن کی جا ہم نے نہ پائی		مشکل ہے بہت موت کے پنجے سے رہائی
آئے ہی بس اب برچھیاں تانیں گے لشکر		منت بھی کریں گے تو نہ مانیں گے ستمگر

www.emarsiya.com

یہ کہتے تھے جو آن ہی پہونچے وہ جفا جو	۲۸	اور باندھ لیے رسی سے اِن دونوں کے بازو
بچوں پہ اٹھاتا تھا طمانچہ کوئی بدخو		کہتا تھا کوئی لے چلو کھینچے ہوئے گیسو
وہ کہتے تھے ہم دامِ بلا میں تو پھنسے ہیں		بازو کہو پھر کس لیے رسی سے بندھے ہیں
جاتے تھے جو روتے ہوئے وہ گیسوؤں والے	۲۹	بازار میں بے تاب تھے سب دیکھنے والے
جلادوں میں معصوموں کے تھے جاں کے لالے		تکتے تھے ہر اک کو کہ ہمیں کوئی چھڑا لے
حال اپنا اشارے سے بتاتے تھے کسی کو		رسی میں بندھے ہاتھ دکھاتے تھے کسی کو
پہونچے انھیں لے کر جو وہ ظالم سرِ دربار	۳۰	خدام نے کی عرض کہ حاضر ہیں گنہ گار
تھا تختِ مرصع پہ مکیں حاکمِ غدار		دہشت سے لرزنے لگے بچوں کے تنِ زار
بیٹھے ہوئے سب کرسیوں پر چھوٹے بڑے تھے		رسی سے بندھے سامنے معصوم کھڑے تھے
معصوموں سے کہنے لگا یوں حاکمِ ملعون	۳۱	اس بھاگنے کی اب کہو کیا تم کو سزا دوں
صدمے سے یتیموں کا ہوا حال دگرگوں		ٹھہرا کے وہ یہ کہنے لگے بیکس و محزوں
ہاں قتل ہی کرنے کے سزاوار ہیں ہم بھی		بابا تھے گنہگار گنہگار ہیں ہم بھی
بولا کوئی معصوم ہیں یہ بے کس و دل گیر	۳۲	دہشت کے سبب کانپتے ہیں رنگ ہے تغیر
یہ پھول سے اندام نہیں لائقِ تعزیر		ناداں ہیں کم سن ہیں کچھ ان کی نہیں تقصیر
طاقت ہے کہاں بھاگ کے جاتے یہ کدھر کو		بھولے ہیں بہت ڈھونڈھتے ہوویں گے پدر کو
چپ رہ گیا وہ دشمنِ دیں سر کو جھکا کر	۳۳	زنداں کے نگہباں سے کہا پاس بلا کر
کر قید انھیں حجرۂ تاریک میں جا کر		سنیو نہ جو منت بھی کریں اشک بہا کر
آرام سے دونوں میں کوئی سونے نہ پاوے		قفلِ درِ زنداں کبھی وا ہونے نہ پاوے
دیکھو نہ خبردار مزے کا انھیں کھانا	۳۴	گرمی میں بھی ٹھنڈا انھیں پانی نہ پلانا
یہ سحر بیاں ہیں کہیں باتوں پہ نہ جانا		بازو نہ کھلیں رسی سے جب تک ہیں توانا
دشمن کے ہیں فرزند اذیت انھیں دیجو		کپڑے بھی بدلنے کی نہ فرصت انھیں دیجو
اس طرح کے حجرے میں ہوں یہ ماہ لقا بند	۳۵	جس حجرے کے رخنے بھی ہوں بند اور ہوا بند
دن بھر تو رہیں ایک ہی زنجیر میں پابند		اور رات کو ہو ایک جدا ایک جدا بند
سر کو در و دیوار سے پٹکا کریں دونوں		آپس میں گلے ملنے کو تڑپا کریں دونوں
یہ سن کے انھیں لے گیا زنداں کا نگہباں	۳۶	اک حجرے میں قیدی ہوئے دونوں مہِ تاباں
گھٹنے جو لگا دم تو یہ چلائے وہ ناداں		درکھول دو للہ نہیں تن سے چلی جاں
بھاگیں گے نہ ہرگز ہمیں حجرے سے نکالو		اک طوق جو ہلکا ہو تو دو طوق پہنا دو

www.emarsiya.com

دروازے سے ٹکرائے بہت سر کو وہ ناشاد بچوں کی کسی نے دسنی زاری و فریاد بیتاب تھے اس طرح وہ چھٹنے کی ہوس میں	۳۷	مادر کو بھی چلائے پدر کو بھی کیا یاد کب کھولتے ہیں طائر پر بند کو صیاد جوں تازہ گرفتار پھڑکتا ہے قفس میں
تاریک وہ حجرہ تھا مثالِ شبِ ظلمات مرقد کے اندھیرے کو بھی اس گھر نے کیا مات تھی پیشِ نظر وصل میں تنہائی کی صورت	۳۸	معلوم نہ ہوتا تھا کہ کب دن ہوا کب رات سہمے ہوئے روتے تھے وہ آنکھوں پہ دھرے ہات بھائی کو نہ آتی تھی نظر بھائی کی صورت
دیوار میں نہ چھید نہ دروازوں میں روزن وہ صورتیں بھولی وہ غریبی وہ لڑکپن بوندیں بھی پسینے کی ٹپکتی تھیں زمیں پر	۳۹	تھے داغ چراغوں کی طرح سینے میں روشن چپ بیٹھے تھے پہروں وہ جھکائے ہوئے گردن بل کھائی ہوئی زلفیں لٹکتی تھیں زمیں پر
ہر صبح یہ معمول تھا منہ اشکوں سے دھونا دیکھا نہ کبھی خواب میں بھی چین سے سونا جز شکرِ خدا منہ سے نہ کچھ کہتے تھے دونوں	۴۰	اٹھ اٹھ کے نمازیں کبھی پڑھنا کبھی رونا ہر رات کو خاک اوڑھنا اور خاک بچھونا سر خاک پہ نہیوڑائے ہوئے رہتے تھے دونوں
فاقے میں بسر کرتے تھے دن بھر وہ گل اندام جا بیٹھتے دروازے کے نزدیک وہ گلفام تھا خوف زبس ظالمِ اظلم کے غضب سے	۴۱	جو مالکِ زنداں تھا وہ آتا تھا سرِ شام دیتا انھیں دو روٹیاں اور پانی کے دو جام اٹھ اٹھ کے سلام اسکو وہ کرتے تھے ادب سے
کھانا وہ کہاں اور کہاں نازوں کے پالے آپس میں یہی کہتے تھے وہ گیسوؤں والے پانی بھی تو جی بھر کے نہیں ملتا ہے بھائی	۴۲	رو دیتے تھے جب حلق میں پھنستے تھے نوالے قسمت کبھی دشمن پہ بھی یہ وقت نہ ڈالے یہ سخت ہے روٹی کہ گلا چھلتا ہے بھائی
سمجھاتا تھا چھوٹے کو بڑا بھائی یہ رو کر دیکھو تو نہ سر پر ہے پدر اور نہ مادر نعمت سے زیادہ ہمیں یہ نانِ جویں ہے	۴۳	جا گہ نہیں شکوے کی کرو صبر برادر تھوڑا ہے کہ یہ بھی ہمیں ہوتا ہے میسّر منہ اپنا تو اس کھانے کے قابل بھی نہیں ہے
ایسے بھی بہت ہیں جنھیں ملتا نہیں دانا بھائی ہے خدا مالک و مختار توانا موت آئی تو اس قید میں مر جائیں گے بھائی	۴۴	پینے کو جو پانی ہو تو ملتا نہیں کھانا کچھ ایک سدا رہتا نہیں دنیا میں زمانا جیتے ہیں تو یہ دن بھی گذر جائیں گے بھائی
رزاقیِ معبودِ حقیقی پہ کرو غور دنیا میں سے جو دور ہیں اُن لوگوں کا ہے دور ہیں قید میں جب کی وہی دے جاتا ہے کھانا	۴۵	اس قید میں تمھارزق بہ پہنچنے کا کوئی طور ہم اور، مکاں اور، زمیں اور ہوا اور ہر طرح خدا بندے کو پہنچاتا ہے کھانا

نوٹ: اگر مرثیہ کسی اور ترتیب سے لکھا گیا ہو تو اس کو اسی ترتیب سے لکھیں

www.emarsiya.com

زنداں میں بھی بھوکا نہ کبھی ہم کو سُلایا خاصانِ خدا نے بھی سدا رنج اُٹھایا عسرت رہی دنیا میں شہِ عقدہ کشا کو	۴۶	دن بھر جو میسّر نہ ہوا رات کو کھایا دُکھ فاقہ کشی کا تو ہے میراث میں آیا فاقے تو گذر جاتے تھے محبوبِ خدا کو
یہ قید کے دن شکرِ الٰہی میں گذارو صابر رہو، شاکر رہو، ہمت کو نہ ہارو رزّاقِ دو عالم کی عنایت اسے سمجھو	۴۷	جو مرضیِ معبود ہے دم اس میں نہ مارو روٹی جو پھنسے پانی کے گھونٹوں سے اُتارو گر صبر کی لذّت ہے تو نعمت اسے سمجھو
ظاہر میں رگیں تن کی بدن زرد ہے سارا کیوں روتے ہو قسمت سے کسی کا نہیں چارا داتا نے سدا نانِ جویں کھائی ہے بھائی	۴۸	کھا لو کہ عبادت کا رہے جسم میں یارا یہ بھی نہ میسّر ہو تو کیا زور ہمارا تب فقر کی دولت انھیں ہاتھ آئی ہے بھائی
گھبراتے ہو کیوں روتے ہو کس واسطے ہر بار چھٹ جاتے ہیں طائر بھی جو ہوتے ہیں گرفتار تاریکیِ زنداں میں نہ اس طرح گھٹیں گے	۴۹	خالق ہے اسیروں کا یتیموں کا مددگار ماہی کے شکم میں رہے کب یونسِ بیدار یوسف نہ چھٹے قید سے کیا ہم نہ چھٹیں گے
مجوس ہماری ہی طرح تھے مہِ کنعاں زنجیر سوا تھا نہ کوئی سلسلہ جنباں چھٹ جائیں گے زنداں میں سدا کون رہا ہے	۵۰	کاہش تھی یہی اور یہی سختیِ زنداں خالق نے رہائی کا مگر کر دیا ساماں اُن کا جو خدا تھا تو ہمارا بھی خدا ہے
جب چاہ سے نکلے تو اُٹھائی وہ تباہی کیا دور ہے ہو جائے اگر فضلِ الٰہی دنیا کی امارت ہو تو خواہش ہمیں کب ہے	۵۱	اور بعد تباہی کے ملی مصر کی شاہی بندوں پہ ہے اس کا کرم لا متناہی ہم کو تو فقط اس سے رہائی کی طلب ہے
چھوٹے نے کہا سب ہے بجا آپ کا ارشاد ہم سا تو زمانے میں نہ ہوگا کوئی ناشاد یعقوبؑ نے چھاتی سے لگایا تھا پسر کو	۵۲	بھائی بشریت سے یہ ہے نالہ و فریاد چھوٹے بھی تو ہوں گے نہ کبھی رنج سے آزاد ہم قید سے چھٹ کر بھی نہ پا دیں گے پدر کو
گذرا جو اسی طرح انھیں قید میں یک سال تن خشک ہوئے زور گھٹے سر کے بڑھے بال تن ضعف سے فرسودہ و لاغر ہوئے دونوں	۵۳	تھا دونوں کا افراطِ نقاہت سے عجب حال خم ہو گئے کاہش سے مہِ عید کے تمثال رخ زرد مثالِ ورقِ زر ہوئے دونوں
بچوں کو لڑکپن میں ضعیفی نے کیا پیر تھی تن کو نہ پہروں حرکت صورتِ تصویر رونق بھی خزاں لے گئی ہستی کے چمن کی	۵۴	سر چھاتیوں پر جھک گئے حالت ہوئی تغیر یہ بڑھ گئیں زلفیں کہ ہوئیں پاؤں کی زنجیر مسطر سے نمایاں تھیں رگیں صاف بدن کی

www.emarsiya.com

ہم چشمیِ نرگس سے جو آنکھوں کو رہا ننگ رخساروں کا اُن نازوں کے پالوں کے تھا ڈھنگ جو گورے گلے مثلِ قمر نور فشاں تھے وہ تار سے حلقوں میں گریباں کے عیاں تھے	۵۵	جوں مردمِ بیمار نقاہت سے وہ ہیں تنگ جس طرح عرق کھنچے ہوئے پھولوں کا ہو رنگ
ناخن تھے مہِ نو سے جو بالائے انامل اعضا میں عوض خوں کے حرارت ہوئی شامل بیٹھے تھے جہاں ضعف بٹھا جاتا تھا ان کو اٹھنے کے تصور میں غش آجاتا تھا اُن کو	۵۶	سو قید میں بڑھ بڑھ کے ہوئے وہ مہِ کامل تھے ضعف کی تصویر وہ دُکھ درد کے حامل
کاہیدہ تھے مثلِ تنِ مدقوق تنِ زار رکتا تھا جو دم زیست سے دق تھے وہ گرفتار باقی تھا فقط تارِ نفس سینے کے اندر اک بال ہو جس طرح سے آئینے کے اندر	۵۷	ہر موئے بدن جسم پہ تھا کوہِ گرانبار معلوم یہ ہوتا تھا کہ برسوں کے ہیں بیمار
تقلیلِ غذا، قید کا دُکھ، باپ کا ماتم چھوٹا یہی کہتا تھا بڑے بھائی سے ہر دم افسوس یوں ہی عمر چلی جاتی ہے بھائی نے قید سے چھٹتے ہیں نہ موت آتی ہے بھائی	۵۸	گھل گھل کے برس دن میں عجب ہو گیا عالم فریادرسی کون کرے کس سے کہیں ہم
پہونچا دیا اس غم نے ہمیں گور کنارے جیتے ہیں مگر موت کے آثار ہیں سارے ہم سا بھی کوئی بیکس و مغموم نہ ہو گا مرنا بھی کسی شخص کو معلوم نہ ہو گا	۵۹	سٹی نہ وطن کی بھی نصیبوں میں ہمارے مر جائیں تو مرقد میں ہمیں کون اُتارے
کیا پہونچی نہ ہو گی خبرِ والدِ ذی جاہ کیا ہو گیا ہے خونِ زمانے کا سفید آہ کاہے کو وہ روئیں گی جو زنداں میں موئے ہم دو بیٹے تو ہیں پاس ہوئے یا نہ ہوئے ہم	۶۰	دیکھو تو کہ اماں بھی ہمیں بھول گئیں واہ اب اوروں کی الفت ہے ہماری نہیں کچھ چاہ
اماں سے تو یہ ہم کو توقع نہ تھی بھائی جیتے ہیں کہ مرتے ہیں خبر یہ نہ منگائی منہ چومتی تھیں صدقے کبھی ہوتی تھیں اماں ہم گھر سے جو نکلے تو بہت روتی تھیں اماں	۶۱	گذرا ہے برس دن کہ ہوئی ہم سے جدائی یا یہ کہ نہ ہم تک ہوئی قاصد کی رسائی
ہنگامِ سفر کہتی تھیں بابا سے یہ ہر بار رستے میں خط آیا تو یہ لکھا تھا بہ تکرار دونوں کی جدائی سے تڑپتی ہوں میں گھر میں بھجوا دو مرے پاس جو روتے ہیں سفر میں	۶۲	بے اُن کے مجھے چین نہیں پڑنے کا زنہار صاحب مرے بچوں سے خبردار خبردار
کیوں بھائی جو گھر میں ابھی ہم چھوٹ کے جائیں رو رو کے جو ہم پاؤں پہ سر اُن کے جھکائیں وہ کہتا تھا جو کہتے ہو کیا دور ہے بھائی اللہ میں سب طرح کا مقدور ہے بھائی	۶۳	کیا دوڑ کے اماں ہمیں چھاتی سے لگائیں کیا پیار سے لیں سر سے قدم تک وہ بلائیں

www.emarsiya.com

بالفرض چچا جان جو تشریف نہ لاتے بچھڑے ہوئے عباسِ علیؑ شیر سے آتے اللہ رکھے ان کو یہ دم ہم میں نہیں ہیں	۶۴	ہم نسلِ نبی بھائیوں کو آ کے چھڑاتے کونے کو اُلٹ دیتے اگر ہم کو نہ پاتے معلوم یہ ہوتا ہے کہ عالم میں نہیں ہیں
کس طرح کہیں بھول گئی ہو دیں گی مادر کیا جانے کس آفت میں ہیں، فرزندِ پیمبرؐ سنتے تو مدد آن کے بھائی کی نہ کرتے	۶۵	سب بیٹوں سے اپنے انھیں الفت ہے برابر وہ قید سے غیروں کو چھڑا دیتے ہیں اکثر تدبیر وہ بچوں کی رہائی کی نہ کرتے
یہ کہتے تھے جو وا ہوا قفلِ درِ زنداں چھوٹے نے کھڑے ہو کے کہا باتنِ لرزاں پینے کو نہ پانی نہ غذا چاہتے ہیں ہم	۶۶	اور دینے لگا آب و غذا اُن کو نگہباں ہم تجھ کو دعا دیتے ہیں اے مردِ مسلماں کچھ حال جو ہے تو کہا چاہتے ہیں ہم
جو تو نے دیا شکر کیا اور وہی کھایا بھڑکی جو بہت پیاس کو اشکوں سے بجھایا واقف ہے کہ کھانا کبھی دن بھر نہیں مانگا	۶۷	جی بھر کے اگر پانی نہ پایا تو نہ پایا شکوے کا مگر حرف زباں پر نہیں آیا سونے کے لیے رات کو بستر نہیں مانگا
گذرا ہے برس روز ہمیں خاک پہ سوتے جلّا کے ترے ڈر سے نہیں رات کو روتے ہم سے ترا سردار عبث برسرِ کیں ہے	۶۸	پانی نہ ملا اتنا کہ کرتوں کو تو دھوتے قیدی چھٹے اکثر یہ رہا ہم نہیں ہوتے کچھ جرم نہیں ہے کوئی تقصیر نہیں ہے
تو رحم کر اے شخص کہ بے جرم و خطا ہیں لڑکے ہیں ستم کش ہیں غریب الغربا ہیں اب قید کی تکلیف اُٹھائی نہیں جاتی	۶۹	وارث کوئی سر پر نہیں پابندِ بلا ہیں احساں کو نہ بھولیں گے کہ ہم اہلِ وفا ہیں روٹی بھی کئی روز سے کھائی نہیں جاتی
رکھتا ہے بڑا اجر اسیروں کو چھڑانا رہ جاتا ہے عالم میں کریموں کا فسانا محتاج ہیں ہاں اور تو کیا دیں گے تجھ کو	۷۰	بھوکوں کو طلب کر کے سخی دیتے ہیں کھانا نیکی جو کرے نیک اُسے کہتا ہے زمانا کام آج ہمارے تو دعا دیں گے تجھ کو
دونوں نے فصاحت سے سخن جب یہ سنائے ہاتھ اس کی دعا کے لئے دونوں نے اُٹھائے کچھ رُتبۂ محبوبِ خدا جانتا ہے تو	۷۱	زنداں کے نگہباں کے بھی آنسو نکل آئے پایا بمتوجہ تو سخن لب پہ یہ لائے اے شخص محمدؐ کو بھی پہچانتا ہے تو
وہ کہنے لگا ان سے میں کیوں کر نہیں آگاہ لڑکوں نے کہا حیدرِ صفدر سے بھی ہے راہ نائب ہے مددگار ہے یاور ہے نبی کا	۷۲	مختارِ جہاں ختمِ رسل سیّدِ ذی جاہ بولا مری تسبیح ہے نامِ اسد اللہ حیدرؑ تو چچا اور برادر ہے نبی کا

www.emarsiya.com

وہ حق کا ولی ہے وہ امامِ دو جہاں ہے کعبے کی طرح اس کا شرف سب پہ عیاں ہے	۷۳	وہ قبلۂ دیں ہے وہ شہِ کون و مکاں ہے اللہ کا ہاتھ اور محمدؐ کی زباں ہے
جو اس سے جدا ہے وہ محمدؐ سے جدا ہے		دنیا میں علیؑ ایک ہے اور ایک خدا ہے
کون ایسا ہے حیدرؑ سے جو آگاہ نہیں ہے آفاق میں حیدرؑ سا شہنشاہ نہیں ہے	۷۴	گمراہ ہے وہ ان سے جسے راہ نہیں ہے جو کہیئے وہ سب کچھ ہے پہ اللہ نہیں ہے
حق سے نہ جدا وہ ہے نہ حق اس سے جدا ہے		آقا تو ہمارا ہے نصیری کا خدا ہے
یہ سنتے ہی جاں آگئی ان دونوں کے تن میں خشکیدہ زباں کرنے لگی شکر دہن میں	۷۵	اگم ہو گیا دہشت سے جو لرزا تھا بدن میں گویا کہ بہار آگئی ہستی کے چمن میں
حجرے سے خوشی ہو کے وہ مہرو نکل آئے		اک بھائی ہنسا ایک کے آنسو نکل آئے
بولے کہ ہم اے شخص محمدؐ کے جگر ہیں جو قتل ہوئے یاں وہ ہمارے ہی پدر ہیں	۷۶	جھوٹے نہیں دریائے صداقت کے گہر ہیں واللہ ہمیں مسلمِ بیکس کے پسر ہیں
تو کہتا ہے احمدؐ کو پیمبرؐ ہے ہمارا		جو گھر ہے محمدؐ کا وہی گھر ہے ہمارا
یہ سنتے ہی تھرا گیا وہ مردِ خوش اطوار کہتا تھا میں اس حال سے واقف نہ تھا زنہار	۷۷	معصوموں کے قدموں پہ گرا دوڑ کے اک بار بخشو مجھے میں نے تمھیں گھر کا تھا کئی بار
جو آپ کے لائق تھا وہ لایا نہیں کھانا		سچ ہے کہ مزے کا کبھی کھایا نہیں کھانا
میں تم پہ فدا اے اسد اللہ کے پیارو بندہ میں تمھارا ہوں مجھے قدموں پہ وارو	۷۸	کرتے میں نئے لاؤں یہ ملبوس اُتارو لو زادِ سفر مجھ سے جو جہ چاہو سو ہارو
شکوہ مرا اللہ و پیمبرؐ سے نہ کیجو		جنت میں شکایت مری حیدرؑ سے نہ کیجو
قدموں سے اُٹھا کر وہ سخن لب پہ یہ لائے دنیا کی ہر آفت سے خدا تجھ کو بچائے	۷۹	تو خالقِ اکبر سے جزا حشر میں پائے حامی ہوں تری فاطمہؑ جب حشر میں جائے
واقف نہیں ہم راہ بتا دے تو رواں ہوں		بھائی ترے بچے ترے سایے میں جواں ہوں
دینے لگا رو کر وہ انھیں درہم و دینار احساں یہ ترا تھوڑا ہے اے مردِ خوش اطوار	۸۰	شرما کے یہ کہنے لگے وہ بیکس و نا چار توشہ ہے توکل کا ہمیں کچھ نہیں درکار
بتلا دے پتا ہم کو جگر بند نبیؐ کا		لشکر ہے کہاں سبطِ رسولِ عربیؐ کا
کعبے سے ادھر بھیجا تھا بابا کو ہمارے ساتھ ان کے تھے سب حیدرِ کرار کے پیارے	۸۱	یاں کے ہم قید ہوئے وہ گئے مارے مکے میں ابھی ہیں کہ کہیں دور سدھارے
کے راتیں ہمیں کاٹنی ہو دیں گی وطن تک		کے روز میں پہونچیں گے شہنشاہِ زمن تک

www.emarsiya.com

حضرت کی خبر کچھ جو سنی ہو تو سنا دے جس سمت چچا ہوں اسی رستے پہ لگا دے مطلوب زیارت ہے ہمیں شاہِ زمن کی	۸۲	جو راہ کہ نزدیک ہو وہ ہم کو بتا دے کیا دور ہے خالق ہمیں بچھڑوں سے ملا دے کعبے کی طرف جائیں کہ لیں راہ وطن کی
چاہا بہت اس نے کہ یہ بچوں سے چھپائے گھبرا کے وہ معصوم سخن لب پہ نہ لائے وہ کہنے لگا بیکس و مجبور ہیں شبیرؑ	۸۳	مظلوم کا جو ذکر تھا آنسو نکل آئے کیوں خیر تو ہے آنکھوں سے کیوں اشک بہائے ہم جانہیں سکتے کہ بہت دور ہیں شبیرؑ
جب رونے لگے وہ تو کچھ اس کو نہ بن آیا دنیا میں کہاں ہے اسد اللہ کا جایا شبیرؑ کے لشکر کا جواں کوئی نہیں ہے	۸۴	سر پیٹ کے ہاتھوں سے یہ بچوں کو سنایا گھر فاطمہؑ کا خاک میں اعدا نے ملایا عابدؑ کے سوا فاتحہ خواں کوئی نہیں ہے
عاشور کے دن ذبح ہوئے سبطِ پیمبرؐ رانڈوں کا ستمگاروں نے لوٹا زر و زیور دیکھا حرم شاہ نے دربار شقی کا	۸۵	خیمے بھی جلائے گئے تاراج ہوا گھر افسوس کہ زینبؑ کی بھی چھینی گئی چادر کوفے میں سر آیا تھا حسینؑ ابنِ علی کا
دنیا میں نہ اکبرؑ ہیں نہ عباسؑ نہ شبیرؑ یاں تک کہ ہوئے قتل علیؑ اصغرِ بے شیر کیونکر اسد اللہ کے پیاروں سے ملو گے	۸۶	سب چھوٹے بڑے ہو گئے زیرِ دمِ شمشیر مٹی میں نہاں ہو گئی ایک ایک کی تصویر اب جا کے ملو گے تو مزاروں سے ملو گے
یہ سنتے ہی معصوموں پہ رقت ہوئی طاری گھبرا کے وہ بولا نہ کرو گریۂ و زاری ظالم ہے وہ حاکم پہ نہیں زور کسی کا	۸۷	تڑپے یہ زمیں پر کہ غش آیا کئی باری دشمن کوئی سن لیوے نہ آواز تمہاری یاں ڈھونڈھ کے خوں کرتے ہیں فرزندِ علیؑ کا
وہ کہتے تھے کس طرح کلیجوں کو سنبھالیں گھر خاک ہوا سر پہ بھی ہم خاک نہ ڈالیں مشتاق تھے جن کے وہ قضا کر گئے ہے ہے	۸۸	اب چھاتیوں کو توڑتے ہیں آہوں کی بھالیں دم رکتے ہیں کس طرح نہ آواز نکالیں ہم قید میں جیتے ہیں بچا مر گئے ہے ہے
گھبرا کے وہ بولا کہ مناسب نہیں تاخیر جلدی سے اُٹھے واں سے وہ بہ حالتِ تغیر یوں نکلے بہ تعجیل اسیری کے محن سے	۸۹	بہتر ہے اسی شب میں نکل جانے کی تدبیر باندھیں کمریں اور وہ بچے ہوئے رہ گیر جس طرح گریزاں ہو تڑپ چھٹ کے گہن سے
جب مسلمِ بے کس کے پسر قید سے چھوٹے دکھ سہہ کے عزادارِ پدر قید سے چھوٹے گیسو بھی پریشان تھے کرتے بھی پھٹے تھے	۹۰	آوارہ وطن خستہ جگر قید سے چھوٹے پردیس میں وہ شمس و قمر قید سے چھوٹے خورشید سے منھ گردِ یتیمی سے اٹے تھے

www.emarsiya.com

وہ شہرِ پُر آشوب وہ غربت وہ شبِ تار ہاں جاگتے رہیو یہ عمر کہتے تھے ہر بار پہنچے کبھی ہٹ جاتے تھے گر بڑھتے تھے دونوں	۹۱	ایک ایک قدم خوف نہ رہبر نہ مددگار دل اُن کے دھڑکتے تھے لرزتے تھے تنِ زار ڈر ڈر کے کبھی نادِ علیؑ پڑھتے تھے دونوں
پھرتے رہے قسمت نے نہ کی راہ نمائی چھوٹے نے کہا چلنے کی طاقت جو نہ پائی کہتا تھا بڑا ہیں ابھی دن سخت ہمارے	۹۲	رستہ نہ ملا جانے کا اور نصف شب آئی اب تو ہمیں نیند آتی ہے ٹھہرو کہیں بھائی سوئیں گے جو بیدار ہوئے بخت ہمارے
دم لیتے کبھی گاہ قدم جلد اُٹھاتے تنہائی پہ آنکھوں سے کبھی اشک بہاتے چڑھ جاتے نقاہت سے جو دم ہانپنے لگتے	۹۳	سہمے ہوئے مڑ مڑ کے کبھی دیکھتے جاتے گر پڑتے کبھی اور کبھی ٹھوکریں کھاتے سایہ نظر آتا تو بدن کانپنے لگتے
لب پر نفسِ سرد بھرے آنکھوں میں آنسو تھا ہاتھ میں چھوٹے کے بڑے بھائی کا بازو چل سکتے تھے دونوں نہ ٹھہر سکتے تھے دونوں	۹۴	غربت زدہ پھرتے تھے سراسیمہ وہ گھبرو دھڑکا تھا کہیں گھیر نہ لیں آ کے جفا جو گھبرائے ہوئے چار طرف تکتے تھے دونوں
اک پیر زن اتنے میں نظر آگئی ناگاہ یوں کہنے لگا اس سے بصد عجز وہ ذی جاہ معصوم ہیں ہم بے وطن و زار و حزیں ہیں	۹۵	داماد کے آنے کی کھڑی دیکھتی تھی راہ اک دو پہر اس گھر میں اماں دے ہمیں للّٰہ مظلوم ہیں سیّد ہیں گنہگار نہیں ہیں
اس بستی میں دیندار نظر آئی ہمیں تو تم سے تو عجب طرح کی آئی مجھے خوشبو رکھتے ہیں قرابت تو رسولِ عربیؐ سے	۹۶	وہ بولی کہ تم دونوں ہو کس باغ کے گھبرو کہنے لگے تب چپکے سے وہ دیکھ کے ہر سو مسلمؑ کے پسر ہیں ہمیں کہیو نہ کسی سے
وہ بولی کہ آنکھوں پہ رکھوں تم کو میں دن رات حاکم کا تو وہ دوست ہے اور دشمنِ سادات لونڈی ہوں میں زہرا کی تمہارا ہی یہ گھر ہے	۹۷	پر صاحبِ خانہ ہے بڑا فاسق و بدذات گر دیکھ لیا اس نے تو بننے کی نہیں بات گر ہے تو اسی ظالمِ بدذات کا ڈر ہے
وہ بولے کہ خالق کرے رتبہ ترا عالی درکار ہے نہ فرش، نہ تکیہ، نہ نہالی بن باپ کے ہیں ہم پہ مصیبت یہ نئی ہے	۹۸	واقف نہیں ہم راہ سے اور رات ہے کالی تو ہم کو چھپا رکھ کوئی خجرہ ہو جو خالی شاید وہ نہ آئے کہ بہت رات گئی ہے
دونوں نے بہ منت جو کہا اس سے یہ رو رو کہنے لگی میں تم کو چھپا رکھوں گی کچھ ہو انہاں ہوئے جا کر ستم ایجاد کے گھر میں	۹۹	تھی مومنہ معصوموں پہ رحم آگیا اس کو میں صدقے گئی آؤ مری بی بی کے پیارو دونوں کو اجل لے گئی جلاد کے گھر میں

www.emarsiya.com

کھانا بھی نہ کھایا نہ پیا دونوں نے پانی	۱۰۰	اور سوئے حرم مسلمِ مظلوم کے جانی
وہ نیند نہ تھی موت کی گویا تھی نشانی		دروازے پہ آ پہونچا اُدھر ظلم کا بانی
چلّایا ضعیفہ کو بہ زنجیر ہلا کر		کوسوں کا تھکا آیا ہوں در کھول دے آکر
یہ سن کے ضعیفہ کا لگا کانپنے اندام	۱۰۱	بولی یہ بھلا آنے کا ہے کون سا ہنگام
دربار سے ہر روز تو آتا تھا سرِ شام		چلّا کے وہ بولا میں کہیں تھا تجھے کیا کام
در کھول نہیں آگ لگا دیتا ہوں گھر کو		لے تو نہیں آئی تو گرا دیتا ہوں گھر کو
در کھولا تو کس غیظ سے آیا وہ بدافعال	۱۰۲	پھینکا کہیں خنجر، کہیں تلوار، کہیں ڈھال
تھی ریش تو اُلٹی ہوئی مونچھوں کے کھڑے بال		اور دیدۂ بدبین تھے جوں ساغرِ خوں لال
آواز بھی ایسی کہ گذرتی تھی فلک سے		ہلتی تھی زمیں پاؤں کے رکھنے کی دھمک سے
پاس آ کے ضعیفہ نے بہت باتوں میں گھولا	۱۰۳	تیوری وہ چڑھائے رہا کچھ منھ سے نہ بولا
کھینچا کبھی خنجر، کبھی تلوار کو تولا		کہتا تھا کہ دل کا کوئی پھوڑا نہ پھپھولا
ہاتھوں کو کبھی کاٹتا تھا طیش میں آکر		رہ جاتا تھا غصّے سے کبھی ہونٹ چبا کر
اس طیش میں کھانا بھی نہ جلاد نے کھایا	۱۰۴	پھر خواب اجل نے اُسے بستر پہ گرایا
باقی تھی پہر رات کہ پھر ہوش اُسے آیا		ابلیس نے سوتے ہوئے فتنے کو جگایا
پھولوں کی مہک حجرے سے دالان میں آئی		آواز بھی کچھ رونے کی پھر کان میں آئی
تاریک مثالِ دلِ کافر تھا وہ سب گھر	۱۰۵	ہر سو صفتِ گرگ لگا ڈھونڈھنے اُٹھ کر
ظالم نے سرہانے سے لیا ہاتھ میں خنجر		پھرنے لگا دیوار گیا حجرے کے اندر
واں مسلمِ مظلوم کے پیارے نظر آئے		اک برج میں دو عرش کے تارے نظر آئے
جاگے جو کئی رات کے تھے وہ جگر افگار	۱۰۶	سوتے تھے دھرے پیار سے رخسار پہ رخسار
تھوڑے سے بستر پہ کشیدہ تھے تن زار		باہیں جو گلے میں تھیں تو بالیدۂ خونبار
اک سینے کا تھا عکس جو اک سینے کے اندر		آئینہ نظر آتا تھا آئینے کے اندر
بازو پہ جو چھوٹے کے پڑا دستِ جفاکار	۱۰۷	تو کون ہے کہنے لگا وہ چونک کے اک بار
جھنجلا کے کہا اس نے کہ میں گھر کا ہوں مختار		تب بھائی کو چونکا کے یہ بولا وہ دل افگار
جس بات کا دھڑکا تھا وہ آفت کی گھڑی ہے		کیا سوتے ہو اٹھو کہ اجل سر پہ کھڑی ہے
گھبرایا ہوا خوف سے اُٹھا وہ دل آرام	۱۰۸	ظالم نے کہا کون ہو تم بیکس و ناکام
وہ بولے اماں دے گا جو بتلائیں تجھے نام		اس نے کہا ہاں دوں گا تو بولے وہ گل اندام
کھینچے ہوئے ہے ہاتھ میں تو تیغِ جفا کو		ڈر لگتا ہے تجھ سے ہمیں ضامن دے خدا کو

www.emarsiya.com

۱۰۹
مکار لگا کہنے کہ سب ہے مجھے منظور
ڈر ڈر کے یہ کہنے لگے وہ بے کس و مجبور
پیماں شکنی ہوئے یہ اپنا نہیں دستور
اے شخص ہمیں ہیں پسر مسلم مغفور
تھا قتل کا ڈر اس لیے گھبرا کے چھپے ہیں
کر رحم کہ دامن میں ترے آ کے چھپے ہیں

۱۱۰
سنتے ہی جفاکار نے بس آنکھ کو موڑا
رسی میں انھیں باندھ لیا عہد کو توڑا
یوں بازوؤں کو زور سے پکڑا کہ نہ چھوڑا
بچوں نے کئی بار بندھے ہاتھوں کو جوڑا
جب کھینچتا تھا گر کے مچلتے تھے وہ بچے
پر حجرے سے باہر نہ نکلتے تھے وہ بچے

۱۱۱
دکھلاتا تھا خنجر انھیں جب کرتے تھے فریاد
دروازے تلک کھینچتا لایا ستم ایجاد
بچوں پہ یہ دکھ، ہائے یتیموں پہ یہ بیداد
کم زور تھے یہ اور زبردست وہ جلاد
کرتے بھی پھٹے ٹوپیاں بھی گر گئیں سر سے
مجرم کی طرح باندھ دیا دونوں کو در سے

۱۱۲
جس وقت نمودار ہوئے صبح کے آثار
چلاتی چلی پیچھے ضعیفہ جگر افگار
دریا پہ چلا لے کے یتیموں کو جفاکار
بن باپ کے بچے ہیں یہ ظالم نہ انھیں مار
کیوں فاطمہ زہرا کو رلاتا ہے کفن میں
دو پھول تو رہنے دے محمد کے چمن میں

۱۱۳
بچوں سے لپٹتی تھی جو وہ کھولے ہوئے سر
وہ کہتی تھی تو ان کے عوض قتل مجھے کر
تلوار کے ہولوں سے ہٹاتا تھا ستمگر
ہے ہے مرے مہمان ہیں یہ بے کس و مضطر
آنکھوں سے قدم ان کے لگانے نہیں پائی
کھانا بھی غریبوں کو کھلانے نہیں پائی

۱۱۴
جس وقت ہٹانے پہ بھی لپٹی کئی باری
پہلے تو کہا لو میں تصدق ہوئی واری
تلوار اسے جھنجلا کے ستمگار نے ماری
گرتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھا کر یہ پکاری
دوڑے کوئی معصوم گرفتار بلا ہیں
بچوں کو چھڑا دے کہ یہ بے جرم و خطا ہیں

۱۱۵
روتے تھے ضعیفہ کی محبت پہ وہ مہ رو
کھینچے لیے جاتا تھا یتیموں کو جفا جو
بہ بہ کے گریبان تلک آتے تھے آنسو
اک ہاتھ میں تلوار تھی اک ہاتھ میں گیسو
خوں دیکھ کے دونوں جو ضعیفہ کا ڈرے تھے
دہشت سے بندھے ہاتھوں کو آنکھوں پہ دھرے تھے

۱۱۶
بچوں کو لیے نہر پہ پہونچا جو وہ بے پیر
دل ہل گئے ہٹ ہٹ کے یہ کی دونوں نے تقریر
اور دیکھی یتیموں نے چمکتی ہوئی شمشیر
کر رحم کہ معصوم ہیں ہم بے کس و دلگیر
مظلوم ہیں حامی کوئی مشکل میں نہیں ہے
ظالم نے کہا رحم مرے دل میں نہیں ہے

۱۱۷
وہ بولے کہ مطلوب ہے گر درہم و دینار
وہ جنس نہیں جس کا نہ ہو کوئی خریدار
راضی ہیں ہمیں بیچ لے چل کر سر بازار
ہم سے کہیں ملتے ہیں غلامان وفادار
یوسف کی طرح موتیوں میں جبکہ تلیں گے
ان لعلوں کے عقدے تجھے اس وقت کھلیں گے

www.emarsiya.com

گر یہ نہیں مطلب تو نہ کر بد عتب بے جا دربارِ ستمگار میں جیتا ہمیں لے جا آلودہ لہو میں رخِ انور نہیں دیکھے	۱۱۸	دل آب ہے دہشت سے لرزتا ہے کلیجا وہ بولا کہ حاکم ہی نے ہے قتل کو بھیجا جیتا تمھیں دیکھا ہے کٹے سر نہیں دیکھے
لڑکوں نے کہا مالک و مختار خدا ہے وہ بولا نمازوں سے بھلا فائدہ کیا ہے وہ بولے کہ یہ شیوہ ہے مشہور ہمارا	۱۱۹	گر یوں نمازیں تو ادا سر پہ قضا ہے جانوں کو بچالیں یہ نمازیں کو بجا ہے سر دینا عبادت میں ہے دستور ہمارا
نامرد نے حملہ کیا تلوار اُٹھا کر تب ہاتھ سے چھوٹے کو بڑا بھائی ہٹا کر تلوار چمکتی تھی تو ہٹ جاتا تھا بھائی	۱۲۰	سر رکھ دیا چھوٹے نے وہیں جلد بڑھا کر جا بیٹھا تہِ تیغ دو دم سر کو جھکا کر پھر دوڑ کے بھائی سے لپٹ جاتا تھا بھائی
یہ کہتا تھا تلوار بڑے پر نہ ستم کر وہ کہتا تھا پہلے مرا سر تن سے قلم کر اک وار میں سر دونوں کے تن پر سے اُتر جائیں	۱۲۱	ڈر قہرِ خدا سے یہ جفا کر نہ ستم کر مل لیویں گلے بھائی کے وقفہ کوئی دم کر ہیں ساتھ ہی رسّی میں بندھے ساتھ ہی مر جائیں
ناگاہ چلی ظلم کی تلوار بڑے پر دریا میں ستمگار نے پھینکا تنِ اطہر دیکھا جو بڑے بھائی کا سر دستِ عدو میں	۱۲۲	بالائے زمیں کٹ کے ستارا سا گرا سر چلّا کے یہ چھوٹے نے کہا ہائے برادر وہ گر کے تڑپنے لگا بھائی کے لہو میں
آیا جو شقی تیغ علم کر کے دوبارہ مادر کو پکارا، کبھی بابا کو پکارا دھبا بھی نہ خوں کا لگا شمشیر عدو میں	۱۲۳	چلّانے لگا بھائی کو وہ بھائی کا پیارا جلاد نے تن پر سے سر اس کا بھی اُتارا بھائی کا لہو مل گیا بھائی کے لہو میں
جب تک کہ تڑپتا رہا اس کا تنِ لاغر چھوٹے کو بھی جب ڈال دیا نہر کے اندر اک ڈوبتے تھے گاہ اُبھر آتے تھے دونوں	۱۲۴	ٹھہرا رہا پانی میں بڑے کا تنِ اطہر جا لپٹا بہ صد شوق برادر سے برادر خورشید سے دریا میں نظر آتے تھے دونوں
خاموش انیسؔ اب کہ ہے دل پر الم و رنج دنیا کی دورنگی سے نہ کر دل میں تشویش و پنج مطلب ہے کسی سے نہ علاقہ ہے کسی سے	۱۲۵	یہ مرثیہ آلیں گے جواہر میں سخن سنج مومن جو ہیں ان کے لئے یاں رنج ہے واں گنج لیویں گے صلا اس کا حسینؑ ابنِ علیؑ سے